یک نادان خدا پرست اور دانا دنیادا
کی کہانی
یں ڈاکٹر سر سید احمد خاں صاحب بہادر مرحوم و مغفور کی زبان سے
لڑکوں یا لڑکیوں یا چھوٹوں یا بڑوں سب کے
پڑھنے کے قابل
شستہ اور سلیس اردو کا نمونہ
یت دلچسپ پیرایہ میں ایک نتیجہ خیز حکایت
مطبوعہ نظامی پریس بدایوں
نظام الدین حسین پرنٹر و پبلشر
۵۰۰ جلد
قیمت فی جلد ۱ر

کل سید دیوانہ کہتا تھا کچھ افسانہ
سننے ہی کے قابل تھا تمنے بھی سنا ہوتا

واقع میں تو یہ شعر مولانا حالی کی ایک پرانی غزل کا مقطع ہے لیکن ہم نے [illegible]
تخلص کے موقع پر خفیف سا تصرف کر کے اس کو اس چھوٹی سی کہانی کے [illegible]
سرزون عنوان بنا دیا ہے کیونکہ اس شعر میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ نہ صرف اس [illegible]
نتیجہ خیز حکایت پر صادق آتا ہے بلکہ فی الواقع سید مرحوم نے جو کچھ [illegible]
ہی شعر اُس کے مناسب حال ہو سکتا ہے چونکہ ہماری مدت [illegible]
ہو چکی ہے کہ سید کے مضامین اُن کے لکچر اُن کی تصانیف بہت ہی [illegible]
چیز یا ہیں جو مسلمانوں کی نئی پود میں سچا قومی درد پیدا کر سکتے [illegible]
کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے نوجوانوں کو یونیورسٹی کے بڑے بڑے [illegible]
اگر وہ معزز عہدوں پر ممتاز ہو گئے لیکن اُن کے پہلو میں اس [illegible]
دل میں قوم کے غریب افراد کا درد باقی نہیں رہا تو وہ ہمارے کام [illegible]
خیال کو مدنظر رکھکر اس خاکسار نے ارادہ کر لیا ہے کہ جب کبھی مو[illegible]
سید کے مضامین چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں [illegible]
قوم کے [illegible] اور [illegible] ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۷)

کیا عجیب بات ہے آن ہوئی اور آن بنی - دو شخص پچھلی رات کو جنگل میں چلے جاتے
تھے صبح ہونے ہی کو تھی کہ اُن کے سامنے روشنی کا ایک شعلہ نمودار ہوا - انھوں نے
دیکھا کہ یہ کیا ہے شعلہ میں آواز آئی کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں - تب تو یہ دونوں
ڈرے اور ننگے پاؤں ہو کر آگے بڑھے - قدموں کو ہاتھ لگایا اور ہاتھوں کو چوما اور کہا کہ
اے پیارے خدا - ہم تو تجھ کو ملکوں میں ڈھونڈھ پھرے مگر تو تو ہمارے پاس ہی نکلا - اب
ہم پر مہربانی کر -

شعلہ میں سے آواز آئی کہ تمھاری دعا قبول ہوئی - کل صبح کو نور کے تڑکے تم
دونوں میں سے ایک اس پہاڑ پر اور دوسرا اس دوسرے پہاڑ پر جو دکھائی دیتے
ہیں آ حاضر ہو جو تمھاری تمنّا ہوگی دی جاوے گی -

سارا دن اور ساری رات دونوں کو بیقراری میں گذرا اور ہر ایک اپنے
دل میں منصوبے کرتا رہا کہ کیا مانگوں کیا مانگوں - اتنے میں وقت آ پہنچا اور یہ دونوں
اپنے اپنے پہاڑوں پر جا حاضر ہوئے اتنے میں جھاڑی چمکنے لگی اور خدا کی آواز
آئی - دونوں لبّیک لبّیک کہہ کر چلّا اُٹھے - جھاڑی میں سے آواز آئی جو مانگنا
ہو مانگو - خدا پرست نے کہا کہ مجھکو اپنی محبّت اور چند روزہ دنیا کی مزخرفات سے

نفرت دے۔ دنیا دار نے کہا کہ مجھکو نیک کاموں کے لیے دنیا دے۔ خدا کے ہاں کس بات کی کمی اور کاہے کی دیر تھی۔ جو اُنھوں نے کہا وہی ہو گیا۔ وہ دونوں پہاڑ پر سے اپنے اپنے گھر آئے ایک خدا کی محبت سے نہال بلا اور دوسرا دنیا کی جاہ و حشمت سے مالامال۔

خدا پرست خدا کی محبت میں چور تھا اور اپنے دوست دنیا دار کے حال پر افسوس کرتا تھا کہ کس طرح دنیا کے کاموں میں مصروف ہے اور اُس کو خدا کی عبادت اور زہد و تقوے کے سوا اور کچھ کام نہ تھا مگر دنیا کی طرف سے نہایت عاجز اور ذلیل کبھی کبھی زکوۃ دینے کا جو ثواب ہے اُس کے حاصل کرنے کی خواہش ہوتی تھی مگر مقدور نہ تھا کہ اس دولت کو حاصل کرے۔ حج کرنے کا شوق دل میں اُٹھتا تھا الّا بے استطاعتی کے سبب سے مجبور تھا اپنی قوم کو خدا پرست ہونے کی راہ بتاتا تھا مگر بے استطاعت اور بے مقدور قوم کیا کرے۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ کسی سے کچھ بن نہیں آتا تھا۔

ان بیچارہ کا یہ حال کہ نان شبینہ کو محتاج۔ کپڑا بدن پر نہیں کہ جس سے سر ڈھانکیں۔ روٹی کھانے کو نہیں کہ بدن میں عبادت کی طاقت آوے۔ چارناچار شہر چھوڑنا پڑا۔ لوگوں سے کنارہ گزیں ہونے پر مجبور ہوا۔ جنگل میں جا بسے اور وحوش و طیور سے جا صحبت کو گرم کیا۔ دنیا اور دنیا کے کاموں سے نفرت کی۔

اور خدا اور خدا کی محبت سے الفت کی۔

فاقے پر فاقے ہوتے تھے مگر یہ شیر خدا کی محبت سے سیر تھے مگر جب تین تین دون کے فاقے گذرنے لگے تو مُردار کھاتے یا ایک ٹکڑا روٹی کا مانگنے پر مستعد ہوتے۔ لکڑی ٹیکتے ٹیکتے پاؤں لڑکھڑاتے لڑکھڑاتے کسی گاؤں گنویں میں جاتے ہیئت مبارک دیکھ کر گاؤں کے کتے پیچھے پڑتے یہ بیچارے خدا پرست کتوں سے بچتے بچاتے ہشت ہشت کرتے کسی کے دروازے تک پہنچتے کسی نے دے دیا تو لے لیا ورنہ دوسرا دروازہ جا دیکھا جب قوت لایموت جھولی میں آ گیا پھر اُس سے زیادہ سوال کرنا حرام سمجھا کسی کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے سوکھے بھیک کے ٹکڑے چبائے کسی چلتے کنوئیں پر جا کھڑے ہوئے پانی کے دو چلو پی لیے خدا کے نور کے شعلے سینے میں بھڑکتے تھے مگر نکل نہ سکتے تھے جس سے دنیا روشن ہو۔

رفتہ رفتہ اُن کی بزرگی کا شہرہ پھیلا۔ دور و نزدیک کے لوگوں نے زیارت کیا۔ لوگ جمع ہونے لگے۔ منتیں ماننے لگے۔ ہر ایک نے اپنے مطلب کی رائی چاہی۔ کسی نے بیٹے کی خواہش کی۔ کسی نے دولت چاہی کسی نے ...ر کی تمنا کی۔ کسی نے تجارت کی ترقی کی آرزو کی ان کو تو دنیا کی باتوں سے ...تھی۔ لاٹھی لے سامنے ہوئے۔ لوگوں کو سمجھانے لگے دنیا چندروزہ ہے اُس کیوں ولولہ کرتے ہو۔ ولولہ کے لائق تو دین کی باتیں ہیں۔ دنیا کو چھوڑ دو

اور دین کی باتیں پکڑو۔

عقلمند اور نیک بخت آدمی اُن کو بہت بزرگ سمجھتے تھے۔ مگر اُن کی نصیحتوں سے متعجب ہوتے تھے کہ اگر سچ مچ دینداری یہی ہے تو دنیا کا کیا حال اور دنیا کا کیونکر کام چلے گا۔ پیغمبر کا بھی زمانہ گذرا۔ صحابیوں کا بھی زمانہ گذرا۔ کسی نے دنیا کو نہیں چھوڑا۔ مگر دنیا کو دین کے لیے برتا۔ وہ احکام شرعی کو بجالاتے تھے کینہ وبغض وحسد سے دل کو صاف رکھتے تھے۔ دغا و فریب اور جھوٹ سے بچتے تھے اور اچھے خاصے دنیادار تھے۔ مولوی روم نے بھی یہی کہا ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

طوطے کی طرح اللہ اللہ جپنا اور یاہُو کبوتر کی مانند غوٹرغوں کرنا اللہ کی یاد نہیں ہے بلکہ اُس نے جو چیزیں ہم کو رحمت کی ہیں اُن کو اُسی کے کام میں صرف کرنا خدا کی یاد ہے۔ عقل ہم کو خدا نے اس لیے دی ہے کہ اُس کی صنایع وبدایع پر غور کریں۔ اُس کی عجائب قدرت کو دیکھیں اور اُس کے وجود ازلی و ابدی بے ضد و ند پر یقین کریں آنکھ ناک حس و حرکت اس لیے بخشی ہے کہ ہماری عقل کے مصاحب اور مددگار رہیں۔ نطق ہم کو اس لیے دیا ہے کہ ہم اوروں کو اپنے خیالات کا فائدہ پہنچا دیں مال و متاع اس لیے ہمارے لیے دیا گیا ہے کہ

کہ ہم خود بھی اُس سے فائدہ اُٹھاویں اور اوروں کو بھی فائدہ پہنچاویں
یہ کیسا وحشیانہ طریقہ ہے جس میں اپنی ذاتی غرض کے سوا اور کچھ مد نظر
ہی نہیں۔

گر آں گلیم خویشتن بروں می برد ز موج
من سعی میکنم کہ برارم غریق را

بعضے دس پانچ سو پچاس آدمی جو انہیں سے بیوقوف تھے خدا پرست حسب
کے گرد ہوئے دنیا کو اپنے خیال کے موافق چھوڑ دھونی رما مسلمان
جوگی جی کے ساتھ ہو لیے اور دنیا عیش و آرام اور اُس کے کاروبار کو ترک
کر کر خدا کی خیالی محبت میں سرشار ہو گئے۔

اب خیال کرو ان بزرگواروں سے اسلام نے کیا عزت پائی اور
اُن کے حال سے اسلام کی صورت کیسی دکھائی دی۔ اسلام ایسا دکھائی
دیا جیسے ایک ضعیف پیر مرد بزرگ پر گرا کھایا ہوا میلا بدن ٹوٹے دانت
جھری پر جھرا چھٹا ہوا کنپٹیاں بیٹھی ہوئیں پیٹ پیٹھ سے ملا ہوا کمر کبڑی ٹانگیں
ٹھٹھری۔ ہاتھ پاؤں کانپتے ہوئے لڑکھڑا لڑکھڑا لاٹھی ٹیک ٹیک ایک قدم
آگے دھرا اور رکا پاکر دو قدم پیچھے ہٹ گیا چھٹی گدڑی پڑی ہوئی ادھر سے
ران کھلی ادھر سے پنڈا کھلا جدھر سے اُدھر ہزاروں مکھیاں چمٹ گئیں۔ ادھر

گئے جُوں بھوں کر کر کے پیچھے پڑ گئے جس قوم کے سامنے سے نکلے اُس نے نفرت کی۔ ہر طرف سے دور دور پرے پرے کی آوازیں سُنی اور ذلت کے لیے مسلمان دنیا میں ضرب المثل ٹھہرے۔ سبحان اللہ ان نادان خدا پرستوں نے خوب اسلام کی صورت دکھائی اور نہایت اُس کی عزت بنائی۔

اب دنیا دار صاحب کا حال سنیے۔ جب وہ گھر آئے۔ دوست۔ آشنا۔ بھائی بند جمع ہوئے لعنت ملامت کرنے لگے کہ دنیا کا لالچی۔ دنیا کا کتا۔ ایمان اسلام سے بے بہرہ۔ دنیا کے عیش و آرام میں غرق اور اُسی کا طالب دین کے بدلے دنیا لے کر آیا ہے۔

یہ بیچارہ چُپ اُن جاہلوں سے کیا کہے۔ اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں نے تو نیک کاموں کے لیے دنیا لی ہے۔ اگر دنیا کو نیک کاموں کے لیے برتا جاوے تو وہ ہزاروں زہد و تقوے اور جنگل میں بیٹھنے اور مالا جپنے سے بہتر ہے۔

خدا نے جو کچھ ہم پر فرض کیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے اگر ہم واللہ کی آیت کے مضمون پر یقین کریں تو صرف فرائض کے ادا کرنے سے نفس جنتی ہیں۔ باقی رہی اوپر کی نیکی وہ نادان خدا پرست بننے سے حاصل

ہم کو دینداری کے لیے دنیا کے کاموں میں مصروف ہونا چاہیے۔ محرمات شرعیہ سے بچنا اور مباحات شرعیہ کے مزے اُڑانا اور دنیا کو نیک کاموں میں برتنا بھی سب سے بڑی نیکی اور اصلی خدا کی عبادت ہے۔

پھر وہ اس سوچ میں گیا کہ کسی قوم پر خدا کی لعنت ہونے کی کیا نشانی ہے۔ ہر چند سوچتا تھا کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ لوگوں سے پوچھتا تھا پر تشفی نہ پاتا تھا۔ آخر ایک دن قرآن مجید پڑھتے پڑھتے یہودیوں کے حال میں یہ آیت اُس نے پڑھی "وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ" یہ پڑھتے ہی وہ چلا اُٹھا کہ پالیا پالیا بے شک دنیا میں قومی ذلت خدا کے غضب کی نشانی ہے دنیا میں غریب مسکین۔ محتاج ہر قوم میں ہوتے ہیں مگر جب قومی ذلت اور قومی مسکنت دنیا میں ہو جاتی ہے تو وہ ٹھیک نشانی خدا کے غضب اور خدا کے لعنت کی ہوتی ہے۔

اب تو اس کا دل شیر ہوا اور ڈھارس بندھی اور کہا کہ بے شک میں نے اُس نادان خدا پرست سے اچھا کام کیا ہے میں نے تو نیک کاموں کے لیے دنیا کو اختیار کیا ہے۔ اب تو میں دنیا ہی سے دین کو لے لونگا اور ایسے ایسے لنگڑے۔ لولے۔ بوڑھے۔ ٹھیٹرے نادان خدا پرستوں کو کوڑی کوڑی پر خرید کر پھینک دونگا۔ پر اے خدا جیسے کہ تو نے میری

دعا قبول کی ہے میرے ساتھ رہ اور نیک کاموں میں دنیا کو برتنے دے۔

اب وہ اس سوچ میں گیا کہ اس دنیا کو کیوں کر نیک کاموں میں برتوں سب سے پہلے یہ خیال کیا کہ بھوکوں کو روٹی اور ننگوں کو کپڑا دو۔ پھر اپنے دل میں کہا کہ بات تو اچھی ہے کرنی تو چاہیے پر اس سے قومی ذلت تو نہیں جاتی جو خدا کے غضب کی نشانی ہے۔

پھر سوچا کہ حافظ نوکر رکھ کر قرآن بہت سے پڑھواؤ۔ لوگوں سے چلّے کھنچواؤ۔ ختم خواجگان کرواؤ۔ بخاری شریف کی منزلیں پڑھواؤ۔ پھر ہنسا کہ اس سے کیا فائدہ۔ ایک کا کھایا دوسرے کے پیٹ میں کب آتا ہے۔

پھر سوچا کہ سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ مسجدیں بنواؤ اور ٹوٹی مسجدوں کی جو خدا کے گھر ہیں مرمت کے لیے روپیہ اکٹھا کرو اور جھاڑ فانوس روشن کرو پھر ہنسا اور کہا کہ زندہ خدا کے زندہ گھر یعنی قوم کے دل ٹوٹے پڑے ہیں دل کی آنکھوں کے پھوٹ جانے سے بے نور ہو رہے ہیں مسجد کس لیے بناؤ اور چراغ کس کے لیے جلاؤں۔

پھر سوچا کہ مکہ شریف روپیہ بھیجدو۔ وہاں کے غریبوں پر بانٹو۔ ایک ایک کے لاکھ لاکھ ملیں گے روپیہ بھیجکر حاجیوں کے لیے رباطیں بنواؤ اور صدقہ جاریہ کا ثواب کماؤ۔ پھر ہنسنے لگا کہ کیا بے وقوفی کی بات ہے جہاں شدید

ضرورت ہے وہاں روپیہ خرچ کرنے سے زیادہ ثواب ہی دیکھنا چاہیے
کہ جو ضرورت مکہ میں پہلے تھی وہ اب بھی ہے یا نہیں ہمارے ملک اور
ہماری قوم میں جو ضرورت ہے وہ اُس سے زیادہ ہے۔ رباطیں بنوانے
اور متولیوں کی آمدنی کر دینی بڑی نہ سہی مگر جب ہماری قوم کے گھروں پر
چھپر نہیں ہیں تو مکہ میں رباطیں بنوانے سے کیا منفعت ہے۔

ایک صاحب اُٹھے کہ اجی سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ غریبوں کو
جہاز کرایہ کرا دو اور مکہ حج کو بھیجدو۔ اُس نے کہا کہ ہاں اپنی تو بڑی نیک نامی
ہی مگر خدا کے نزدیک تو پشیمانی ہے۔ خدا نے جس پر جو بات فرض نہیں کی
میں اُس پر فرض کرنے والا ہوں۔

بڑے خیر خواہ اور عقلمند جو تھے وہ اُٹھے کہ میاں عربی کا مدرسہ قائم
کرو۔ قال اللہ و قال الرسول کا ذکر سنو۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ پڑھاؤ۔
ہمارے ہاں کی معقول منطق۔ حکمت۔ فلسفہ ڈوبی جاتی ہے اُس کو چلنے لگاؤ مگر
یہ شخص سوچا کہ علوم دینیہ قوم کے زیور ہیں مگر جب قوم ہی نہیں تو وہ زیور کون
پہنے گا۔ پرانی حکمت اور فلسفہ کو اب کوڑی کو بھی کوئی نہیں پوچھتا اُس سے قومی
ترقی اور قومی عزت کی کیا توقع ہے۔

غرضکہ سب کی باتیں اُس نے سنیں اور کہا کہ یہ سب مکر کی باتیں یا شیطانی

کا ہنسی کی صورت میں بعلوہ افروز ہو کر دھوکے میں ڈالنا ہے ان سب کو چھوڑ و
اور نیک نیت سے خدا پر بھروسا کر کے قومی عزت اور قومی ترقی کی فکر کرو اور
اصلی نیک کام میں دنیا کو برتو۔

اُس نے سمجھا کہ پہلا سبب سے بڑا سبب قومی ذلت کا آپس میں ہمدردی
کا نہ ہونا ہے میری قوم خود غرضی کی بیماری میں مبتلا ہے۔ اپنے فائدے کے لیے
ہزاروں محنتیں کرتے ہیں اور اچھا کپڑا پہننے اور چین سے سونے اور ہنس ہنس کر
میٹھی میٹھی باتیں بنا دینے کو تمام اخلاق اور لیاقت کا منتہا سمجھتے ہیں۔ قوم کی بھلائی
اور رفاہ عام کی طرف مطلق توجہ نہیں ہے اُس نے اس بیماری کو کھونا چاہا اور
فرض پنجگانہ ادا کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت اور اوراد مندوبہ اور اعمال
مشائخ کے بدلے اپنی قوت لسانی اور مراقبہ قلبی کو اس طرف متوجہ کیا خلوت
میں اس بات کی فکر کی کہ یہ بیماری کیونکر جاوے جلوت میں پند و نصائح
تقریر بیان سے اسی بات کا چرچا اگرچہ بہت سی ناامیدیاں اُس کو پیش آتی
گئیں الّا اپنے ارادہ میں مستحکم اور ثابت قدم رہا اور یہ سمجھا کہ اس کام میں جتنا میرا
وقت صرف ہوتا ہے وہ اُس مندوب عبادت سے جس کو لوگ عبادت
سمجھتے ہیں کچھ کمتر عبادت میں صرف نہیں ہوتا۔

اُس نے بقدر اپنی طاقت کے مسائل شرعیہ اور حقائق و معارف قرآن

وحدیث پر غور کیا اُس نے دیکھا کہ علماے سابق نے اپنے زمانے کے علم کے
موافق بہت سی باتیں ایسی کہی ہیں جو زمانہ حال میں یقینی غلط اور جھوٹی ثابت
ہوئی ہیں اور تمام مسلمانوں نے اُن علمار کے غلط اقوال کو مثل احکام شرع
سمجھ رکھا ہے اور اس سبب سے اسلام کو یہ مضرت پہنچی ہے کہ جو لوگ زمانہ
حال کے علوم سے واقف ہوتے ہیں وہ مذہب اسلام کو غلط سمجھتے ہیں
حالانکہ مذہب اسلام میں غلطی نہیں ہے بلکہ اُن علمار کے اقوال میں غلطی ہے
چند روز تک تو اُس نے اُن علمار کا بڑا ادب کیا پھر وہ سمجھا کہ علمار کے
اقوال کا غلط ہونا مذہب اسلام میں کچھ نقص نہیں لاتا اگر بالفرض ابو بکر
وعمر نے کسی بات میں غلطی کی ہو تو بھی مذہب اسلام پر کچھ داغ نہیں لگتا پھر
اور بیچارے مولوی مُلا کس شمار قطار میں ہیں۔ تب اُس نے علمار وقت کی
خدمت میں رجوع کی اور ہر ایک کے آگے ہاتھ جوڑے ناک رگڑی کہ
خدا کے واسطے آپ ان غلطیوں کے رفع کرنے پر مستعد ہو جیے یہ بیچارہ
خود جاہل صرف دو چار لفظ سے آشنا تھا خود کیا کر سکتا تھا۔ مگر جب کوئی
متوجہ نہیں ہوا تب اُس نے کہا کہ جو عقل خدا نے مجھ کو دی ہے اُس کو کام
میں لانا اور اپنے خیالات کو دوسروں تک پھیلانا خاص میری عبادت ہے
اُس نے ملامت کرنے والوں کی ملامت کا ڈر نہ کیا اور اسلام کی محبت کو

ابوحنیفہؒ وشافعیؒ ۔ مالکؒ وحنبلؒ کی محبت سے زیادہ سمجھا اور نیک نیتی اور
صرف اسلام کی محبت سے جو کیا سو کیا اور اُس کے عوض اپنے ہم مذہبوں سے
جو سُنا اُس کو بخندہ پیشانی گوارا کیا۔

اُس نے بہادرانہ طور سے مذہب کو عقل کے سامنے ڈال دیا کہ جس طرح چاہو
جانچو۔ سچا سچا ہی ہے اُس نے مذہب کو حقائق موجودات سے موازنہ کیا
اور دنیا کو یہ دکھلانا چاہا کہ خدا کا قول یعنی مذہب اور خدا کا فعل یعنی فطرت
موجودات دونوں ایک ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں کا مبدا
ایک ہی ہے۔

اُس نے اپنی قوم سے تعصبات اور پابندی رسومات اور اوہام مذہبی
سے جو حقیقت میں مذہب سے متعلق نہ تھے چھڑانے پر کوشش کی تاکہ لغو خیالات
سے لوگوں کے دل پاک ہوں اُس نے لوگوں کو اس بات پر رغبت دلائی کہ
جو باتیں جس میں ہوں اُن کو لو اور بُری باتیں جس میں ہوں اُن سے پرہیز
کرو جو علوم غیر قوم اور غیر مذہب کے لوگوں نے پیدا کیے ہیں بلا تعصب سیکھو
جس زبان کے ذریعہ سے وہ علم آسکتے ہوں خواہ وہ انگریزی ہو یا فرانسیسی
یا جرمنی ہو یا لاطینی سب کو سیکھو اور اپنی قوم میں پھیلاؤ تاکہ اُن کو عجائبات
قدرت الٰہی زیادہ تر معلوم ہوں اور دنیا حاصل کرنے کی بھی لیاقت ہو۔

صنائع و بدائع ہر قسم کے جو کسی قوم میں ہوں اُن کو اپنی قوم میں لانے کی کوشش کی تجارت کے اصول پر غیر قوموں نے عمدہ طور پر قائم کیے ہیں اُن کی اپنی قوم میں مروج ہونے کی خواہش کی اور ان تمام باتوں سے یہ مقصود تھا کہ قوم کی مسکنت اور اُس کے باعث سے جو ذلت ہے وہ رفع ہو اور قوم آسودہ حال ہو اور اپنی قوم کے لوگوں کو سنبھالے اور شعار اسلامی کو بجا لا سکے جس سے اسلام کو رونق ہو۔

اُس نے خیال کیا کہ طریقہ تمدن و معاشرت اگر خراب ہی تو وہ بھی ذلت قومی کا باعث ہے اُس نے اپنی قوم کے طریقہ معاشرت و تمدن کے ادنے ذلیل درجہ سے اعلے درجہ پر تبدیل ہونے کی کوشش کی تاکہ اسلام پر سے یہ جھوٹا دھبہ کہ خرابی معاشرت و تمدن کا باعث اسلام ہے مٹ جاوے۔

قوم کا معزز اور ذلیل نظر آتا اُن کے طریقہ لباس اور اکل و شرب اور چال و چلن اخلاق اور عادات پر بہت زیادہ منحصر ہے اُس نے اُن کی درستی پر کوشش کی اور طہارت اور صفائی اور اُجلاپن اور لباس اور اکل و شرب کے طریقے کو بہت اعلے اور عمدہ درجہ پر پہنچانا چاہا جس کے سبب سے اور قوموں کی نظر حقارت جو اسلامی قوم کے ساتھ تھی

وہ نہ رہی اس نے خوب غور کیا تھا کہ اسلام ایک مٹی کا پتلا بن کر دنیا کے سامنے نہیں آسکتا وہ اس کے پیروؤں کی خصلت اور افعال سے دکھائی دیتا ہے پس ان کا طریقہ زندگی ایسا عمدہ و پاک صاف کیا جاوے جس سے اسلام کی جو اصلی صورت ہے دنیا کو نظر آوے۔

فرض کرو کہ یہ سب خواہشیں پوری ہوگئیں تو ان کی بدولت اسلام کی کیسی صورت دکھائی دی جیسے ایک نورانی فرشتہ جس نے رحمت کے پر پھیلا کر تمام عالم کو اپنی رحمت سے ڈھانپا ہے - پس بڑی نادانی اور کم سمجھی کی بات ہے جو دنیا دار کے ان کاموں کو دنیا کے کام سمجھے اور عین خدا کی عبادت نہ جانے۔

مولانا حالی کی چند منتخب رباعیات

دین و دنیا کا رشتہ

دُنیا کو دیئے دین نے اسرار و حِکَم
دنیا نے کمر دین کی تھامی جس دم
گر دین کی ممنون بہت ہے دُنیا
دُنیا کے بھی احسان نہیں دین پہ کم

کام کرنا جان کے ساتھ ہی

ہے جان کے ساتھ کام انساں کے لیے
بنتی نہیں زندگی میں بے کام کیے
جیتے ہو تو کچھ کیجیے زندوں کی طرح
مُردوں کی طرح جیے تو کیا خاک جیے

دینداروں کی بد اعمالیاں دین کو عیب لگاتی ہیں

پاتے ہیں زبوں جو حال اہلِ اسلام
اسلام پہ طعنہ زن ہیں اقوام تمام
بد پرہیزی سے بگڑے اپنے بیمار
اور مفت میں ہو گیا مسیحا بدنام

انسان کی حقیقت

ممکن ہے کہ ہو جائے فرشتہ انساں
ممکن ہے بدی کا نہ رہے اُس میں نشاں
ممکن تو ہے سب کچھ پہ حقیقت یہ ہے
انسان ہے اب تک وہی قرن الشیطاں

پڑھیں۔ سمجھیں اور غور کریں ۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی قصد کیا ہے
کہ میں سرسید کی ایک مختصر سوانح عمری جو عام مسلمانوں کے ہاتھوں تک
پہنچ سکے اور جسکو بلا تکلف آسانی کے ساتھ لوگ خرید کر پڑھ سکیں
حیات جاوید سے انتخاب کرکے مرتب کر دوں۔ اس انتخاب میں صرف
یہ بات مد نظر رکھی جائے گی کہ سرسید کی زندگی کے وہ حالات جن سے
عام مسلمانوں کو واقف ہونے کی ضرورت ہو اور جس کی اشاعت قوم میں
سچا قومی درد پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے درج کیے جائیں ۔

بدایوں
۱۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۱ء

خاکسار
نظامی

اُردو کا ہفتہ وار اخبار

جو مسلمانوں میں قومی ہمدردی کی روح پھونکنے والا ہے۔

جو مسلمانوں کا مسلّم قومی آرگن ہے۔

جو مسلمانوں میں اشاعت تعلیم کا حامی اور محمڈن یونیورسٹی پر پرزور مضامین شائع کرتا ہے۔

جو ہفتہ بھر کے تمام ضروری واقعات اور خبروں کا مخزن ہے۔

جو برٹش راج کی وفاداری کا سبق پڑھانے میں استاد کامل ہے۔

جو ہر ہفتہ قومی اور ملکی معاملات پر مدلل ایڈیٹوریل رائیں اور پرزور لیڈنگ پیش کرتا ہے۔ وہ

ذوالقرنین ہے

جو شہر بدایوں سے مہینہ میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ ۳ روپے۔

المشتہر منیجر ذوالقرنین بدایوں